ڈاکٹر گل حسن لغاری

مخدوم لطف اللہ بن مخدوم نعمت اللہ قریشی ہالا

ولادت:27 رمضان المبارک 911ھ / 21 فروری 1506ع

وفات : 27 ذیقعدہ 998 ھ / 1589ع

حضرت مخدوم نوح کا نامِ نامی لطف اللہ بن نعمت اللہ بن محمد اسحاق بن شہاب الدین بن فخرالدین ہے۔ آپ کا سلسلہء نسب خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر 1صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ مخدوم لطف اللہ آپ کا اصلی نام ہے بعد میں مخدوم " نوح " الھامی نام معروف ہے۔ آپ کا کے دور میں مندرجہ ذیل سندھ کے فرمانروا 2 تھے۔

ا۔ جام نظام الدین عرف " جام نندو" (المتوفٰی 914ھ/ 1508ع)

۲۔ جام فیروز (جسے شاہ بیگ ارغون نے (927 ھ / 1521ع میں شکست دی) ۔

۳۔ مرزا شاہ بیگ ارغون (المتوفٰی 928ھ/ 1522ع)

۴۔ مرزا شاہ حسن ارغون (المتوفٰی 962ھ/ 1554ع)

۵۔ مرزا عیسٰی خان ترخان (974ھ/ 1566)

۶۔ مرزا محمد باقی ترخان (993ھ/ 1585ع)

۷۔ مرزا جانی بیگ ترخان (1009ھ /1600ع)

عبدرحیم خانخانان نے 1000ھ / 1591 ع مرزا جانی بیگ کو شکست دیکر، سندھ کو اکبراعظم کی مغل شھنشاھیت سے ملادیا۔

برصغیر پاک و ہند میں اس دوران مندجہ ذیل حکمران رہے۔

ا۔ سکندر لودھی (895۔933 ھ /1489۔1517ع)

۲۔ ابراھیم لودھی (923-933ھ/1517 ۔ 1526ع)

۳۔ بابر مغل (933۔937ھ/ 1526۔1530ع)

۴۔ ھمایون مغل (پہلی مرتبہ) (937۔947ھ/1530۔1540ع)

۵۔ شیر شاہ افغان اور اسی کے جانشین (947 ۔ 963ھ / 1540 ۔1555ع)

۶۔ ھمایون(دوسری مرتبہ) 963ھ/ 1555ع

۷۔ عہد اکبری 1000 ۔1012ھ / 1591 ۔1603ع

عہد اکبری کے دورے ، عہد حکومت معزالدین جھاندار شاہ 1124ھ/ 1772ع اور محمد فرخ سیر 1124ھ تا 1131ھ/ 1712 ۔1718ع تک مغل گورنر سندھ کے حکمران رہے، جن میں آخری صوبہ دار مغلیہ حکومت صادق علی خان 1149 ۔1151ھ 1736 ۔1738ع مقرر ہوا، جس نے 1151ھ/1738ع میں شیخ غلام محمد ولد شیخ عزیزاللہ وکیل خدا یار خان عباسی کلوڑہ کو ٹھٹہ اجارے 3 پر دے دیا۔تاریخی پس منظر میں دیکھتے ہیں کہ فارسی زبان 4 سمہ حکمرانوں کے دور میں سندھ اور اس کے گرد و نواح گجرات اور ملتان کے علائقوں میں دھلی سلطنت کے ماتحت براہ راست سرکاری زبان کی حیثیت سے استعمال کی جاتی تھی۔ جس کی مثال ملتان کے گورنر عین الملک ماھرو کے خطوط " منشأت ماھرو " 5 ہیں۔

مشارق و مغارب ،مظہر عجائب و غرائب ، امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضی‌اللہ عنہ تلقین ذکریافت و بوسیلۂ امیرالمومنین و امام‌المتقین رفیق شفیق ابوبکر صدیق بخدمت حضرت رسالت پناہ علیہ الصلواۃ و السلام رسید و دست ارادت بگرفت و آن حضرت علیہ‌السلام، ھفت سبق از علم لدنی وی را تعلیم داد و از راوی‌ء دیگر چنین مرویست کہ: حضرت علیہ السلام ھفت سطر بر تختہ نوشت ای را دادہ و سطر اول را ازان ، بزبان مبارک خویش تعلیم دادہ و دیگر شش سطر از خدمت حضرت عیسٰی علیہ السلام استفادہ نمود" .(ص۔ 133۔ 134)

28۔ سراج العارفین قلمی 190۔191(مطابق "القرآن الحکیم "فارسی ترجمہ غوث الحق مخدوم نوح‌سرور ہالائی سندی ص۔26) سندی ادبی بورڈ جامشورو 1401 ھ

29۔ ایضاً مقدمہ ص 28

30۔ ایضاً ص۔ 22(دلیل الایمان خطی ص 190۔ 191)

31۔ غلام‌رسول صدیقی ہالائی : سراج العارفین (خطی) ص 142

32۔ ایضاً ص۔167

33۔ ایضاً ص۔167

34۔ میر بلوچ خان تالپور: فردوس العارفین (تألیف 1201ھ خطی) ص 171-172-177-178.

35۔ "القرآن الحکیم ": (ترجمہ فارسی) مقدمہ ص ۔35

36۔ ایضاً

37۔ ایضاً ص 12

38 تفسیر حقانی ج 1 ص ۔ 151۔ دھلی 1357 ھ

دیکھئے سالنامہ رسالہ فردوسی 1954 ص 22۔23 ۔ مقالہ قرآن حکیم جو فارسی ترجمو : مخدوم غلام حیدر قریشی علامہ‌شمس‌الدین کے بجائے غلطی سے شھاب‌الدین لکھا ہوا ہے۔

39۔ مقدمہ تفسیر حقانی ص 507

40۔ القرآن الحکیم : (ترجمہ فارسی) مقدمہ ص ۔15

41۔ خواجہ عبداللہ انصاری : خلاصہ تفسیر ادبی و عرفانی قرآن مجید بفارسی از " کشف الااسرا " دہ جلدی ، تألیف امام احمد میبدی ج۔1 چاپ و انتشارات اقبال۔(تھران) 1370ش

42۔ ایضاً ج۔ 2 ص 649

1۔ سید عبدالقادر ٹھٹوی : حدیقۃالاولیاء ص ۱۳۱ سندی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ ۱۹٦۷ع

2۔ سہ ماہی "مھران " 13۔ نمبر 4 ص ص 129 - 130 حیدرآباد 1964۔

مقالہ : پروفیسر محبوب علی چنا : "مخدوم نوح ؒ کے ھمعصر "

3۔ میر علی شیر قانع: تحفۃ الکرام ج ۳ ص 387 تا 422 (ترتیب تصحیح و حواشی سید حسام‌الدین راشدی)

4۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سلسلہ سلاطین سمہ : تحفۃ اکرام ج 3 ص 97 تا 110

5۔ قانع ٹھٹوی: مکلی نامہ : حواشی سید حسام‌الدین راشدی ص137، 176 سندی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ ۱۹٦۷

6۔ میر معصوم : تاریخ معصومی ص 74

7۔ ایضاً ص 70

8۔ مآثر رحیمی ج 2 ص 273 (حاشیہ مکلی نامہ ص 93)

9۔ میر معصوم : ایضاً ص 75

10۔ قانع: تحفۃ الکرام ج 3 ص 105

11۔ قانع: ایضاً ص 105-160

12۔ ایضاً مقالات الشعراء ص 816

13۔ اعجازالحق قدوسی: تاریخ‌سندھ ج دوم ص 98 سے 105مرکزی اردو بورڈ لاہور 1974

14۔ محمد صدیق میمن : سندھی ادب کی تاریخ (سندھی) ص 36، حیدرآباد 1969

15۔ سید عبدالقادر ٹھٹوی : حدیقۃالاولیاء ص 79 سندی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ 1967ع

16۔ "معصومی " نے ص ۱۹۹ میں شہادت کا سال 929ھ/ 1522 ع لکھا ہے اور

حدیقۃالاولیاء میں ص 81 میں 30 ماہ صفر 931 ھ/ 1524ع ہے

17۔ حدیقۃالاولیاء میں 84

18۔ مولانادین محمد وفائی : تذکرہ مشاھیر سندھ ج 1 ۔ص 43 سندی اردو بورڈ حیدرآباد 1974ع

19۔ ڈاکٹر سدارنگانی: Persian Poets of Sindh P. 24

20- سید طاھر محمد "نسیانی" تاریخ طاھری ص 10-

21 غلام محمد لاکو: "سندھ جو تاریخی اور تحقیقی جائزو "(سندھی) ص 248-250

22۔ محمد رضا بن عبدالوسع ٹھٹوی : " بیان العارفین و تنبیہ الغافلین " تحقیق و ترجمہ و تشریح (بمعہ‌متن فارسی)

ڈاکٹر عبدالغفار سومرو (دیکھئے "مقدمہ" ص 11 سے 16) اوقاف حکومت سندھ حیدرآباد 2002ع

23۔ سورلے : شاہ عبداللطیف آف بھٹ ص 211 آکسفورڈ 1904ع

24۔ دلیل‌الذاکرین قلمی ص 144 کتب خانہ مخدوم محمد زمان "طالب‌المولیٰ" ہالا

25۔ قاضی شوکت علی قریشی : منتخب ملفوظات حضرت مخدوم نوحؒ (سندھی) ص 22

ادارہ کتب‌خانہ قاضی غلام محمد قریشی ہالا پرانا ۱۹۹۹

26۔ حدیقتہ اولیاء ص 69

26۔ ایضاً ص 70

26- ایضاً ص 133 ۔ 134

27۔ "نقل است از راویء ثقہ کہ وی از زبان آن مخدوم شنیدہ کہ ؛ ہرگاہ سن ِ شریف وی بچہاردہ سالگی رسیدہ، وی از امامِ

نے تالیف کیا ہے ۔ جس کا خلاصہ بھی دو جلدوں میں ہے جو کہ چاپ وانتشارات اقبال تھران ایران سے ساتویں مرتبہ (۱۳۷۰ش) شایع ہوا ہے۔

حضرت مخدوم نوحؒ سورۃ فاتحہ (ص ۲)

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی معنی لکھتے ہیں۔ ابتدا می کنم بنام خدائ سزائ پرستش روزی دھندہ رحمت کنندہ۔

۲۔ (سورہ البقرہ ۔ص ۳) بسم اللہ .... بنام خدائی رحمت کنندہ عام در دنیا بروزی و رحمت خاص درعقبی بمغفرت و فیروزی۔

الم : منم خدائی کہ می دانم ۔

۳۔ (سورہ العمران ص۔۵۱) بسم اللہ .... بنام خدای روزی دھندہ رحمت کنندہ ۔

سورہ العمران الم: منم خدای سزا وار پرستش کہ می دانم۔

۴۔(سورہ الاخلاص ص۶۱۰) بسم اللہ ....بنام واجب لاکرام خدای واحد احد فرد صمد مانع و فاطربی شریک و مدد خداوندرحمت کنندہ عام و خاص.

حضرت خواجہ عبداللہ انصاری "کشف الاسرار " 40 ترجمہ و تفسیر فارسی قرآن مجید (سورہ فاتحہ ص ۱)

میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی معنی لکھتے ہیں : بنام خدا وند جھان دار بخشندہ مھربان۔

بسم اللہ......... کی تفسیر ادبی و عرفانی میں تین طریقے سے بیان فرماتے ہیں :

نزد اھل عرفان : "ب " بھار خداوندین ،سنای خدا و میم ، ملکِ خدا۔ نزد اھل معرفت "ب " بھای احدیت سین سنای صمدیت، میم ملک الوھیت ،بھاء او قدیم سنای او کریم ، ملک او عظیم.....................

نزد اھل ذوق : "ب " بر باولیاء ، سین سر با اصفیا ، میم منت بر اھل ولاء، ب بر او بابندگان، سین سرّ او بادوستان، میم منت او بر مشتاقان۔

(سورہ بقرہ ص ۵) الم: راز خدا وند در قرآن است ۔

تفسیر ادبی و عرفانی : در صحیفہء دوستی نقش خطی است کہ جز عاشقان ترجمہ و آن نخوانند و در خلوت خانہء دوستی میان دوستان رازی است کہ جز عارفان ندانند در نگار خانہء دوستی رنگی است از بی رنگی کہ جز والھان و مشتاقان نہ بینند!۔

(سورہ العمران ۔ص ۱۲۰۔ ۱۲۲) "بسم اللہ" حضرت محمد ﷺ فرمود : نامی از نامھای خداوند بانام اعظم نزدیک است ۔

الم : .... پس الم رمز دوستی و خطابی سر بستہ باعاشقان است.

(سورہ اخلاص ص۔ ۶۴۹) بسم اللہ ..... 41 " کشف الاسرار " ۔

نام خدا وندی یگانہ و یکتا ، در ذات یکتا، درصفات ، بی ھمتا، از عیبھا جدا ، و خداوندی رابسزا ، دانندہء احکام و قضا، بزگواری بی چند و بی چون و چرا ، بندہ نوازی شایستہ ھر ثناءً احسان او قدیم ، فرمان او عزیز ، پیمان او لطیف ، ملک او بی زوال ، پاک از عیب دور از وھم و بیرون از قیاس است۔

حضرت مخدوم سرور نوحؒ ھالائی کے فارسی ترجمے سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ یہ قرآن مجید کا مبارک ترجمہ دسویں صدی ہجری میں لکھا گیا ہے جو کہ جنوبی ایشیا میں اوّلین ترجمہ ہے اور آپ ہر مجلس میں معنٰی و تفسیر قرآن مجید عارفانہ عاشقانہ انداز میں پیش کرتے تھے اور آپ کے حضور میں علماء ، عرفاء و عشاق و طلبا حاضر رہتے، جس میں ذکر الٰھی اور قرآن کی برکتوں سے اسرار رموز اور عرفان الٰھی سے فیض حاصل کرتے تھے۔ آج بھی آپ کی تعلیمات و تبلیغ سے عام و خاص فیضیاب ہورہے ہیں

حوالے :

چودہ معنی مختلف تفسیروں سے انتخاب کرکے ایک ورق پر لکھ کر مخدوم معظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ کی علمیت کا اندازہ کرسکیں، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آپ قرآن مجید کی معانی و اسرار متشابھات بیان فرماتے ہیں ۔ تین ماہ تک وہ عالم متواتر آپ کے حضور میں رہا۔حضرت مخدوم معظم (نوحؒ) اس آیت کی معنی روزانہ نئے طریقے پر بیان34 فرماتے۔

حضرت مخدوم سرور نوحؒ قرآنی آیات کی معنی اور تفسیر عموماً ادبی و عرفانی کرتے تھے۔ اس وقت کے جید علماء و عرفاء اور طلباء قرآنی آیات کی معنی اور تفسیر کی لئے مسلسل آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے ۔ حضرت مخدوم جعفر بوبکائی بھی جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنے طلباء کے ساتھ ، "تعز من تشآء و تذل من تشآءُ " کی معنی حضرت مخدوم معظم سے معلوم کی تو آپ نے فرمایا: " ہر وہ شخص جو دل میں فقراء اور اہل اللہ کی محبت رکھتا ہے اور وہ جو کہ ان کے لئے بغض و عداوت 35 رکھتا ہے ۔ یہ آیہ اس کی وضاحت کرتی ہے۔

حضرت مخدوم معظم سرور نوحؒ قرآن مجید کے فارسی ترجمے میں درحقیقت ،محبت، معنویت معرفت اور عرفان الٰھی کی حقیت عیاں ہے قرآن، اصل ایمان ہے اور معرفت کی اساس ہے ۔ قرآن ، عرفان نبوت اور معنی رسالت ہے۔ قرآن منشورِ ہدایت اور قانون حکمت ہے ، یہ قرآن اس خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ جس کا نام رحمٰن اور رحیم ہے۔ نعمت کی وجہ سے رحمٰن ہے اورعصمت کی وجہ سے رحیم ہے۔قرآن حق کا شاھد اور حقیت کا سرمایہ ہے۔ قرآن ذات باری تعالیٰ کے بیان کا جلال (عزت و شکوہ) اور ربوبیت کے جمال کا نشان ہے۔ ہر وہ شخص جو قرآن کے ساتھ اُنس و محبت رکھتا ہے تو خداوند بھی اُسے اپنا جلیس اور ہمدم رکھتا ہے۔ جس نے بھی قرآن کو اپنا رفیق بنایا تو اس کا نصیب ،بخت آور ثابت ہوا۔

حضرت مخدوم نوحؒ ہالائی کا فارسی ترجمہ دسویں صدی ھجری میں لکھا گیا ہے۔ جس کا کاتب آپ کا خاص مرید بہاؤالدین دلق پوش ہے۔ اس قرآن شریف کا عربی خط سیاہ حروف میں اور فارسی خط سرخ خط میں ہے۔

فارسی ترجمے کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں 36 جہان گشت (وفات ۱۰ ذالج 785ھ/ 1383) نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔ فارسی کاایک خطی نسخہ پروفیسر ڈاکٹر نواز علی "شوق" کراچی کے کتب خانے میں تھا، جس کی مائکروفلم پروفیسر محمد عمر چنڈ ٹنڈوجام کے کتب خانے میں ہے اور کچھ اوراق فوٹو اسٹیٹ بھی موجود ہیں ۔ اس قرآن مجید میں عربی عبارت سیاہ خط میں اور فارسی ترجمہ سرخ خط میں لکھا ہوا ہے ۔ یہ نسخہ تحقیق طلب ہے۔

قرآن شریف کے فارسی ترجمے کی شروعات پاک و ہند میں ، اہل علماء و فضلاء کے نزدیک سب سے اوّل 37 علامہ شمس الدین دولت آبادی ثم الدھلوی نے کی جوکہ نویں صدی ہجری میں " بحرامواج" کے نام سے ہے۔آپ قاضی عبدالمقتدر کندی شریحی اور مخدوم چراغ دہلوی کے شاگرد تھے ۔ یہ تفسیر سلطان ابراھیم شرقی جونپوری کے دور (804ھ/1401ع) میں مصنف نے تحریر کی۔ لیکن اس وقت نایاب ہے ۔ علامہ شمس الدین کے بعد سیّد زین الدین شریف 38 جرجانی (وفات 816ھ/1413 ع) کا فارسی ترجمہ ملتا ہے جسے علماء شیخ مصلح الدین سعدیؒ کا ترجمہ تصورکرتے ہیں ۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات 1176ھ/1762 ع) کے فارسی ترجمے سے پہلے حضرت مخدوم معظم نوحؒ کا ترجمہ ہے ، جس کی کتابت سندھ کے مشہور ولی اور حضرت مخدوم نوحؒ کے مرید فقیر بہاؤالدین39 دلق پوش نے 1013 ھ 1604ع میں کی۔

حضرت مخدوم نوحؒ سرور نے آیات متشابھات اور محکمات کا فارسی ترجمہ و تفسیر ، ادبی اور عرفانی طریقہ " کشف الا سرار" معروف بہ، حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کی نہج اور نمونے پر کیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ ادبی اور عرفانی تفسیر " کشف الاسرار " آپ کے مطالعے میں رہی ہو۔ یہ بزرگ پیر ھرات سال 396 ھ/1005ع میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی ۔ آپ کی مزار آج بھی زیارت گاہ عام وخاص ہے۔

آپ کے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ و تفسیر " کشف الاسرار " دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ جسے امام احمد مبدی

علم و عرفان اور قرآنی معرفت :

آپ کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں تذکروں میں آیا ہے کہ آپ جب سات سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کو اس وقت کے اولیاء و عارف حضرت مخدوم عربی شاھڈنہ کے حوالے کیا گیا اور آپ نےمخدوم شاھڈنہ کے مکتب میں صرف حفظ قرآن کیا اور بقیہ علوم بخشش ربانی و فیض سبحانی جوکہ سرور کونین حضرت محمدﷺ کی ذات اقدس سے حاصل ہوئے۔جس میں حضور ﷺ سے آپ کو چار چیزیں عطا ہوئیں۔

۱۔ ذکر کی تلقین (یعنی کلمہ لا اِالہ الا اللہ) کی تلقین اور اجازت بغیر مرشد کی بیعت کے)

۲۔ علم تفسیر قرآن حکیم

۳۔ شرح علم حدیث

۴۔ علم تعبیر خواب ۔

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب مخدوم سرور نوح کے " القرآن الحکیم " فارسی ترجمہ کے 30 " مقدمہ " میں اس علم لُدنی کی تائید اور دیگر روایات کے متعلق " دلیل الایمان " (خطی) کی اصل عبارت بیان کرتے ہیں

" آن پیر ولایت صاحب ارشاد و ہدایت ، شمع شبستان وحدت ، مہر سپہر معرفت، عارف معارف دین ، سالک مسالک یقین ،سالار قافلہء اہل اللہ ، سر دفتر ذاکران خداآگاہ ، قطب الاقطاب ، غوث فرمان حضرت مخدوم نوح قدس اللہ تعالیٰ اسرارہ بن مخدوم نعمت اللہ از جملہ مشائخ عظام و اولیاء و اولیاء کرام سند بود و مرتبہء اویسی دارد و اویسی آنرا گویند کہ مرشد ظاہری نگیرد و فیض از رسالت پناہ و جناب حق تعالیٰ حاصل کند"۔

حضرت مخدوم سرور نوحؒ کو طالب علمی کے زمانے سے علوم قرآنی اور مشکل آیات کی تفسیر سے شغف اور محبت تھی اور اس فن میں پروردگار عالمین نے آپکو اتنا کمال اورمہارت عطا کی تھی کہ سندھ کے بڑے اور شہرت یافتہ علماء ، اپنے طلباءکے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور چند مشکل اور متشابہ آیات کی تفسیر آپ سے دریافت کرتے تھے۔ حضرت مخدومؒ معظم تفسیر بیان کرتےہوئے بہت سے تفاسیر کے نام گنواتے جاتے تھے کہ فلان تفسیر یہ ہے اور فلان میں یہ ہے۔ تفاسیرکے حوالے کے بعد خود حقیقت و طریقت کی معنی بیان فرماتے تھے۔ دوران مجلس یہ بھی فرماتے کے ربّ تعالیٰ کی نعمت اور بخشش ہے کہ اگر پوری زندگی سورہ فاتحہ کی تفسیر بیان کی جائے تو یہ ختم نہ ہوسکے گی۔

31 " سراج العارفین " میں لکھا ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الحقؒ کےقلب پر علوم کے چند باب کھول دیئے تھے ، جیسے علم منطق علم تفسیر قرآن ، علم حدیث ، علم فقہ و علم معارف و حقائق " ۔

نیز 32 " سراج العارفین " میں لکھا ہے کہ: حضرت مخدوم معظم بعض اوقات ایک آیت کی معنی و اسرار سینکڑوں میں بیان فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مجلس میں آیۃشریف (واللہ خلقکم و ما تعملون) کی معنی و تفسیر ۳۶۰ طریقون سے بیان کی۔ سامعین اور مرید تعجب زدہ ہوگئے کہ یہ تعلیم کس نے دی ؟ آپ نے فرمایا "عَلّمنی رَبّی" (میرے ربّ نے مجھے یہ علم سکھایا)

33 " سراج العارفین " میں ایک علمی لطیفہ آیا ہے کہ جس میں اکثر مفسرین نے لفظ "جاھل" کی تفسیر ان پڑھ بیان کی ہے ۔ حضرت مخدوم معظم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا : ہم لفظ " جاھل" کی معنی بی انصاف کرتے ہیں۔

شیخ محمود بن صدیق فخریہ روایت کرتے ہیں کہ آیک عالم آیت شریفہ "اَلرحمٰن علی العرش استوای ط " کی

حضرت مخدوم نوحؒ سھروردی طریقے کے امام اور اوئیسی طریقے کے اولیاء تھے ۔اس لیئےکہ آپ نے بغیر واسطے کے فیض و عرفان سیّد الکونین ﷺ سے حاصل کیا ۔ یہ خاندان قدیم دور سے سھروردی طریقت و سلوک میں شامل رہا ہے ۔ سب سے پہلے سندھ میں سھروردی طریقت کا رواج مخدوم نوح 26 بھکری (مدفن قلعہ بکھر) نے شروع کیا، جس نے حضرت شیخ شھاب الدین سھروردی (وفات 632 ھ / 1234ع) سے تلقین اور خرقہ خلافت حاصل کیا اور بھکر کو آستانہ قدس بنایا۔ سندھ میں عرفان و سلوک کے عُشاق آپ سے سیراب ہوتے رہے۔

بھاءالدین ذکریا ملتانی نے جب شیخ شھاب‌الدین سھروردی کے دست پر بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ جب وطن واپس جاؤ تووہاں ہمارے مریدوں میں سے ایک خوش بخت مرید جوکہ سندھ میں ہے (یعنی نوح بھکری) اسے دریافت کرنا۔سھروردی خاندان کے عرفان و سلوک کی اس درگاہ کا سلسلہ سندھ میں درگاہ غوث الحق مخدوم نوح سرور ہالائی کے توسط سے قائم ہوا آپ نے اس سلسلہ کو صرف فقر و فقیری کے فیض‌تک محدود نہ کیا، بلکہ حضرت محمد ﷺ کی سنت کے مطابق علمی خدمت سے بھی آراستہ کیا اور قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کے ساتھہ تالیف کیا 27 "حدیقۃالاولیاء "کے مؤلف سید عبدالقادر ٹھٹوی معتبر روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت مخدوم نوحؒ کو بچپن میں امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضہ اللہ عنہ سے ذکر کی تلقین حاصل ہوئی اور رفیق شفیق حضرت ابوبکر صدیق رضہ اللہ عنہ کے وسیلے سے حضرت محمد ﷺ سے علم لدنی کے سات اسباق کی تعلیم حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک اور روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے سات سطرین تختی پر تحریر کرکے آپ کے حوالے کیں۔ پہلی سطر کی تعلیم ، آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے دی ، بقیہ چھ سطر کا استفادہ آپ نے حضرت خضرعلیہ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام سے حاصل‌کیا۔

حضرت غوث الحق (مخدوم نوحؒ) بچپن سے لیکر جوانی و پیری تا حال انتقال جھانِ فانی ، کوئی بھی کام شرع کے خلاف نہ کیا ، عام طور سے خَلوت و جلوت میں ، رموز تفسیر قرآن مجید بیان کرتے اور احادیث نبوی ﷺ کے اظہار و ارشادات اور اکابرین کے القاء اقوال بیان کرنے کے شغل میں ہی 28 مصروف رہتے تھے۔

آپ فرماتے تھے کہ کامل ولی وہ ہوتا ہے جو ظاہر و باطن میں حضورﷺ کی پیروی میں اس قدر مضبوط اور مستحکم ہوکہ بجز ادائے سنت ، اس کے کردار و گفتارسے ذرہ بھر بھی بدعت صادر نہ ہو۔

حضرت مخدوم سرور نوحؒ ، اپنی زندگی نہایت ہی سادگی اور فقیری میں بسر کرتے تھے اور یہ زندگی کا انداز آپ کا اختیاری تھا ، حالانکہ آپ کے مرید اور معتقد بیشمار تھے اور ان میں بڑے بڑے غنی اور تونگر بھی تھے۔ وہ نذر و نیاز بھی پیش کرتے تھے تاھم مخدوم مکرم سنت نبوی ﷺ کی پیش نظر سب مال و دولت ضرورتمندوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے ۔ روایت میں آیا ہے کہ بعض اوقات آپ کے گھر میں‌خوراک کے لیئے کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ عیدالفطر کے موقعہ پر آپ کے گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ مخدوم سرور نوحؒ نے یہ کیفیت جانتے ہوئے بہت مسرور ہوئے اور 29فرمایا الحمداللہ کہ سنت رسول ﷺ ادا ہوگئی ۔ بہرحال ، آپ کی زندگی کا ہر لحہ سنت نبوی ﷺ کے موافق بسر ہوتا تھا اور آپ ہمیشہ ذکر الٰھی میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت مخدوم سرور نوحؒ کے مریدوں اور معتقدوں تعداد کی تو بڑی ہے ، تاہم سلوک و عرفان کی راہ میں آپ کا تقرب جنھیں‌زیادہ حاصل تھا وہ یہ ہیں ؛

۱۔ سیّد ابوبکر لکلعوی ۲۔ درویش عمر ۳۔ درویش عثمان ۴۔بھاؤالدین دلق پوش ۵۔ شاہ عبدالکریم بلوی

۶۔ شاہ خیرالدین جیلانی سکھر ۷۔ مخدوم‌ساھڑ لنجار ۸۔ حاجی نعمت اللہ چشتی ۹۔ میرن (فقیر) کاتیار

۱۰۔ فقیر یونس تارگی ۱۱۔ سیّد علی حعلوی۔

ارغون دور کے بعد ترخانی دور (962ھ ۔1000ھ / 1554۔ 1591ع) مرزا عیسیٰ خان اوّل سے شروع ہوا ۔ اس دور میں فارسی زبان کو زیادہ فروغ حاصل ہوا ۔ کیونکہ یہ سندھ کے حکمرانوں کی سرکاری زبان تھی مرزا جانی بیگ ایک بھادر اور باہمت حکمران تھا۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی وہ اہل علم اور اہل اللہ کی توقیر کرتا تھا۔ وہ خود بھی شاعر تھا اور اس کا تخلص 19" حلیمی " تھا ۔ اور اس کا بیٹا مرزا غازی بیگ بھی عالم و شاعر تھا، جس کا تخلص 20 " وِقاری " تھا وہ علماء ، شعرا اور اہل علم کا مداح تھا ۔

لہٰذا ،سندھ میں فارسی زبان ، فکر و عرفان ، علم و فھم کی شناس بن گئی ۔ سندھ کی تاریخ پر فارسی میں کتابیں ، تذکرے اور شعراء کے احوال و آثار بھی فارسی میں لکھے گئے مثلاً:

میر محمد معصوم بکھری	تاریخ معصومی	1009ھ /1600ع
سیّدعبدالقادر تتوی	حدیقۃالاولیاء	1016ھ / 1607ع
ادارکی بیگلاری	بیگلار نامہ	1017ھ /1608ع
سید طاھر محمدنسیانی	تاریخ طاہری	1030ھ / 1620ع
یوسف میرک	مظہرشاھجہانی	1044ھ /1634ع
شیخ فریدبکھری	ذخیرۃالخوانین	1060ھ /1650ع
سیدمیر محمد بن سید جلال تتوی	ترخان نامہ	1065ھ / 1654ع
عبدالشکور	21 انتخاب منتخب	1084 ھ / 1673ع

سندھ میں ملتان سے لیکر ، بکھر ٹھٹھہ ، ہالا ، نصرپور وغیرہ میں دینی مدارس میں عربی اور فارسی کی تعلیم تفسیر قرآن مجید، احادیث اور منطق وغیرہ مروج نصاب تھا ۔ خصوصاً فارسی دفتری زبان تھی اور فارسی میں ہی بزرگوں کے ملفوظات 22 و اقوال موجود ہیں انگریز سیاح کیپٹن ھیملٹن 1699ع / 1111ھ میں جب ٹھٹہ دیکھنے آیا تو اس نے صرف ٹھٹہ شہر میں چار سو 23 مدرسے (Colleges) دیکھے۔

حضرت مخدوم نوح ؒ کے خاندان کا سندھ میں ورود

اس صدیقی خاندان کی اوّلین شخصیت ، جس نے 24 کوٹ کروڑ سے نقل مکانی کی اور سندھ کے بوبک شہر میں سکونت پزیر ہوئے ، وہ مخدوم فخرالدین کبیر تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے ۔ کوٹ کروڑ ، قدیم زمانے میں ملتان کے مثل ، سندھ میں شمار ہوتا تھا۔ نیز ملتان سندھ کا دارالخلافہ تھا۔ مخدوم صاحب کی وفات بوبک میں ہوئی ، لیکن یہ بھی روایت ہے کے آپ کی مزار سیوہن میں سیّد عثمان مروندی قلندر لال شہباز کے متصل ہے ۔

مخدوم فخرالدین کے بیٹے کے بیٹے ، مخدوم فخرالدین صغیر نے ہالا پرانہ کے نزدیک " ٹوڑی " کے مقام پر سکونت اختیار کی ۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک دختر تھی ۔ شھاب الدین ، نوراحمد ، حسام‌الدین و عزت الدین ایک روایت کے مطابق آپ ، درگاہ شریف ہالا میں مخدوم میاں 25 نعمت اللہ والی چوکنڈی نمبر ۴ میں مدفون ہیں۔ مقبرون کی ترتیب یہ ہے۔ مخدوم میاں نعمت اللہ ، مخدوم محمد اسحاق ، مخدوم شھاب‌الدین ، مخدوم فخرالدین صغیر اور مخدوم حامد علیہ الرحمہ ۔

سمہ حکمران میں نیک سیرت دیندار و پرہیزگار آخری سمہ حکمران جام نظام الدین عرف "جام نندو" 6 تھے جنہوں نے 866ھ۔914ھ/1461ع ۔ 1508ع تک فرمانروائی کی۔ "جام نندو" سندھ میں اعلیٰ منتظم ، راست گفتار ، نیک کردار اورخوش اطوار حکمران تھے۔اس کی حکمرانی کے زمانے میں سندھ کے لوگ امن و امان ، خیر و برکت سے نھایت خوشحال تھے ۔ دینی اور دینوی علوم کی اشاعت انتہائی عروج پر تھی ، مدرسے ، خانقاھیں اور مساجد آباد تھیں ۔ " تاریخ معصومی " کے مصنف آپ کے خلق اور اخلاق حمیدہ کے متعلق لکھتے 7 ہیں

" در اوائل حال ، طلب علم می نمود و در مدارس و خوانق گذرانیدہ و بغایت متواضع و خلیق بود، بصفات پسندیدہ و اخلاق حمیدہ متصف و زھد و عبادت بدرجہ کمال داشتہ۔ "

"مآثر رحیمی" کے مصنف جوکہ مغل دور کے مؤرخ ہیں، وہ خود اعتراف 8 کرتے ہیں کہ:

"درمیان سلاطین سند چہ ؟ کہ درمیان سلاطین ھندوستان بفصیلت و حالت او نبودہ ؟ "

"جام نندو " کےمذہبی شوق ، شغف اور رغبت کے متعلق میر معصوم 9 لکھتے ہیں:

" در زمان دولت او ، احیاء سنن بنوعی شیوع یافتہ بود کہ مافوق آن ، تصور نتوان کرد ، و در مساجد اقامت جماعت بہ بہ نهجی میبود کہ صغیر و کبیر محلّہ در مسجد حاضر آمدہ ، بگذاردن نماز ، تنھا راضی نبودند" ۔

" تحفتہ الکرام " میں10" قانع " آپ کے دور متعلق لکھتے ہیں:

"........ در زمانش علماء و سادات و صلحا و عموم خلق اللہ برفاھیت کلی ، گذرانیدہ ۔ احیای سنت بنوعی شیوع یافت کہ ، احدی بدون صلوۃنبودی " آپ کی پاکبازی ، زھد و تقوئ اور عرفانی منزل کے واقعات بیان کیئے گئے ہیں اور تاریخ میں ان کی مثالیں محفوظ ہیں. 11 قاضی عبداللہ کی جنازہ نماز "جام نندہ "نے اس لئے پڑھائی کے آپ ساری زندگی باوضو رھے۔ اسی طرح مراد شیرازی کی جنازہ نماز بھی آپ نے پڑھائی حالانکہ ٹھٹہ میں پیر و فقیر اور کئی صوفی بزرگ موجودتھے. "جام نندو" کے دین کی راہ میں خطا ہونے سے سرزد ہونے کے خوف اور اپنی عاجزی کے متعلق خود ، اپنی ایک رباعی12 میں فرماتے ہیں.

ای آنکه تُرا نظام دین می خوانند ÷ تو مُفتخری که ، مرا چنین می خوانند

که در رہ دین از تو ، خطا اُفتد ÷ شک نیست که تُرا کافر لعین می خوانند

سمہ سلاطین کے دور میں سہون ، بکھر ، ٹھٹہ ، دربیلو ، ٹلٹی ، گاھو ، بہرلوءِ ، ھالہ کنڈی (ہالا) ، نصرپور ، اگھامانی اور دوسرے شہروں میں اسلامی تعلیم و اشاعت کے لئے مدرسے قائم تھے جن میں عربی و فاری قرآن ، تفسیر ، فقہ و حدیث میں علماء درس دیتے تھے اور طالب علموں کے کھانے پینے رہنے اور پوشاک تک پورا بندوبست موجود ہوتا تھا سلاطین بھی علماء کرام کا بہت احترام کرتے تھے۔اسی طرح ارغون دور (927-962 ھ / 1520 -1554ع) میں بھی دینی مدارس میں علمی و ادبی اور تحقیقی کام مسلسل جاری تھا ۔ فارسی زبان کے محقق، شعراء اور علماءَ کو بڑے احترام اور وقار کے ساتھ 13 برتاء کیا جاتاتھا۔ شاہ بیگ ارغون خود بھی عالم و محقق تھے اور انہوں نے فارسی میں قرآن مجید کی 14 تفسیر لکھی۔

لیکن اسی دور میں نہایت ہی درد انگیز سیاسی سانحہ پیش آیا۔ مرزا شاہ حسن بیگ ارغون نے عارف رموز شریعت، عالم حقایق طریقت، مفسر و محدث اور صاحب کشفِ اھل حال ، یعنی 15 مخدوم بلال قدس سرّہ کو " باغبان " (ضلع دادو)میں شہید 16 کروایا۔

مخدوم بلال شہید کے شاگردوں اور خلفاء میں سیّد حیدر سنائی ، 17 قاضی ڈتو سیوستانی ، مخدوم رکن الدین ٹھوی اورمخدوم ساھڑ لنجار مشہور ہیں۔ مخدوم ساھڑ لنجار (التوفی 980 ھ / 1572ع) مخدوم بلال کی شہادت کے بعد حضرت مخدوم 18 نوحؒ ہالائی کی صحبت میں رہے اور عرفانی فیض حاصل کیا۔